التبشیر برد التحذیر
علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی
مکتبہ فریدیہ ساھیوال

"ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" کے مخالف قرار پاتا ہے ایک یہ کہ اس آیت میں "وخاتم النبین" کے معنی ساری امت کے نزدیک "آخر النبیین" ہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثتِ دنیوی کا زمانہ سب نبیوں کی بعثت کے بعد ہے اور یہ امر بدیہی ہے کہ جس طرح "قبلیت" "بعدیت" کے معارض ہے اسی طرح "معیت" بھی "بعدیت" کے منافی ہے۔ لہٰذا کسی نبی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مبعوث ہونا دونوں باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "خاتم النبین" بمعنی "آخر النبیین" ہونے کے خلاف ہیں۔

دوسرے یہ کہ مقام مدح میں وصف مدح کا ممدوح کے ساتھ خاص ہونا ضروری ہے۔ جب اثر مذکور صحیح مان کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مزید چھ خاتم النبین تسلیم کر لئے تو "خاتم النبین" ہونا ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خصوصی نہ رہا۔ لہٰذا آیہ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" باوجود مقام مدح میں وارد ہونیکے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہ رہی۔

ایک نیا راستہ: نبوت کی تقسیم

ان دونوں باتوں کا مقتضا یہ ہے کہ اثر مذکور معلل قرار دے کر ساقط الاعتبار کر دیا جاتا یا اس کی ایسی تاویل کی جاتی کہ مذکورہ بالا دونوں خرابیوں کا انسداد ہو جاتا، جیسا کہ محققین محدثین نے کیا ہے۔ لیکن مصنف تحذیر الناس نے ایک نیا راستہ نکالا۔ اثر مذکور کی بجائے آیۂ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" کو اپنی تاویلاتِ فاسدہ کا تختۂ مشق بنالیا۔ وصف نبوت کو "بالذات" اور "بالعرض" کی طرف تقسیم کیا۔ دیکھئے وہ کہتے ہیں:-

"آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔" (تحذیر الناس ص۴)

اور آیۂ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" کے معنی بیان کرتے ہوئے صاف کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبین ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے

بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، عوام کا خیال ہے۔ بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے بجائے نبوت بالذات کو قرار دیا۔

نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا باطل ہے۔

بالذات اور بالعرض کی تقسیم شرعًا باطل ہے تو وصف نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا بداہتہً باطل ہے۔ اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وصف ذاتی اور اصلی وصف عرض اور غیر اصلی سے افضل ہوتا ہے۔ لہٰذا ذاتی نبوت عرضی نبوت سے افضل قرار پائیگی۔ جیساکہ خود صاحب تحذیرالناس نے تسلیم کیا ہے۔ اس تقدیر پر نفس نبوت میں تفضیل کا قول کرنا پڑے گا۔ جو قرآن و حدیث اور علمائے امت کے مسلک کے منافی ہے۔ دیکھئے قرآن کریم میں ہے۔ " لا نفرق بین احد من رسلہ " اس آیۂ کریمہ میں عدم تفریق من حیثیت النبوۃ والرسالۃ ہے۔ روح المعانی پارہ ۳ صـ میں ہے:

" لان المعتبر عدم التفریق من حیث الرسالۃ دون سائر الحیثیات" اھ

اور تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۶۹ میں ہے:

" بل معنی الآیۃ لا نفرق بین احد من رسلہ وبین احد من غیرہ فی النبوۃ " اھ

اور ابوالسعود بہامش الکبیر جلد ۲ صـ ۵۷۳ میں ہے،

" لا نفرق بین احد من رسلہ ...... لان المعتبرہ عدم التفریق من حیث الرسالۃ دون سائر الحیثیات الخاصہ " اھ

نبوت اور رسالت میں ذاتی و عرضی کی تفریق باطل ہے۔

مفسرین کرام کی عبارات کی روشنی میں آیۂ کریمہ کا مفہوم صاف طور پر واضح ہوگیا کہ نبوت اور رسالت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق اور

اس بنا پر ادعائے تفضیل قطعاً باطل ہے۔

نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے اسی طرح حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ کہ نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں وارد ہے:

"لا تخیرونی علی موسیٰ الحدیث (مرفوع عن ابی ھریرہ بخاری جلد اول جزو ۹ باب الخصومات صہ ۳۲۵)

عینی شرح بخاری میں ہے:

"الخامس انہ نہی عن التفضیل فی نفس النبوۃ لا فی ذوات الانبیاء علیہم السلام وعموم رسالتہم وزیادۃ خصائصہم وقد قال تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض (عینی جلد ۶ صہ ۶۸ طبع قدیم)

اس حدیث کے تحت حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں:

"وقیل النہی عن التفضیل انما ھو فی حق النبوۃ نفسہا لقولہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ ولم ینہ عن تفضیل بعض الذوات علی بعض لقولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض اھ (فتح الباری جلد ۶ صہ ۳۲۶ طبع مصر)

علامہ قسطلانی بھی شرح بخاری میں حدیث "ما ینبغی لاحد ان یقول خیراً من ابن متی" کے تحت انہی الفاظ میں رقمطراز ہیں۔ دیکھئے قسطلانی کتاب التفسیر سورہ صافات جلد سابع صہ ۳۱۵

"ای فی نفس النبوۃ اذ لا تفاضل فیہا نعم بعض النبیین افضل من بعض کما ھو مقرر اھ"

نیز اسی صفحہ پر آٹھ سطر کے بعد فرماتے ہیں :

ونفس النبوۃ لا تتفاضل فیہا اذ کلھم فیہا علی حد سواء کما مر "

اسی طرح بخاری شریف جلد اوّل ص۴۸۴ باب وفات موسیٰ علیہ السلام کے حاشیہ میں حدیث

" لا تخیرونی علی موسیٰ " پر مرقوم ہے ۔

" قولہ لا تخیرونی علی موسیٰ ۔ وقیل النھی عن التفضیل انما

ھو فی حق النبوۃ نفسہا لقولہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ

لا فی ذوات الانبیاء وعموم رسالتھم لقولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا

بعضھم علی بعض اھ

نیز حاشیہ بخاری میں حدیث " ولا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی " جلد اوّل ص۴۸۵

پر مسطور ہے :

" قولہ لا اقول ان احدا افضل اھ ای لا اقول ان احد اخیر

من یونس من تلقاء نفسی ولا افضل علیہ احدا من حیث النبوۃ" اھ

عبارات منقولہ کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو کر سامنے آگئی کہ

ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کسی نبی کی نبوّت

میں دوسرے نبی کی نبوّت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا ۔ نہ کسی نبی کا وصف نبوّت کسی

دوسرے نبی کے وصف نبوّت سے کم و بیش ہو سکتا ہے ۔ " لا تفضیل فی النبوۃ " نفس نبوّت

میں قطعاً کوتفضیل نہیں، البتہ ذوات انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں

خصوصیات کی بنا پر ضرور تفضیل ہے ۔ قال اللہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض "

لہٰذا صاحب تحذیر الناس نے اپنے مذہب جدیدہ کی عمارت جس بنیاد پر قائم کی تھی وہ بنیاد ہی

ختم ہو گئی، اب عمارت کی بقا کیوں کر متصور ہو سکتی ہے ؟

ایک اعتراض کا جواب

"الفرقان" وغیرہ میں کم فہمی یا مغالطہ کی بنا پر یہ کہا گیا ہے۔ کہ ہمارا تمہارا دونوں کا متفق علیہ مسلک ہے کہ کسی کا کوئی کمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور نبوت بھی کمال ہے۔ وہ حضور کے واسطہ کے بغیر کسی کو کیوں کر مل سکتی ہے؟ لہذا ماننا پڑے گا کہ ہر نبی کو وصف نبوت بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دیا گیا اور بالذات اور بالعرض سے یہی مراد ہے۔

اس کے جواب میں گذارش کروں گا کہ یہ ایک عجیب قسم کا مغالطہ ہے جس سے جہلا تو متاثر ہو سکتے ہیں مگر ذی علم انسان کی نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ نانوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصفِ نبوت کے ساتھ بالذات موصوف مانا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے تحذیر الناس میں لکھا ہے:

"تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔" تحذیر الناس ص۳

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔"

تحذیر الناس ص۳

ان دونوں عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک وصف ذاتی سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قصہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لئے

کسی اَور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

لیکن امّت مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ ہونے سے یہ مراد نہیں، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال کے حصول میں واسطہ ہیں خواہ وہ نبوّت ہو یا غیر نبوت حتیٰ کہ حصول ایمان میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ ہیں۔ نانوتوی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تحذیر الناس میں ارقام فرمایا:

"اَور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اَور مومنین میں بالعرض۔" تحذیر الناس ص۱۲

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ ایمان، علم، عمل، الیقان، ہدایت و تقویٰ کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا اَور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مہتد۔ العیاذ باللہ بلکہ یہ سب اوصاف و کمالات اب بھی جاری ہیں اَور آئندہ بھی جاری رہیں گے اَور نبوّت کے جاری نہ ہونے کی یہ وجہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر ختم ہوگیا، بلکہ محض اس لئے کہ آیۂ کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" اَور اسی طرح احادیث متواترۃ المعنیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے پر دلالت قطعیہ کے ساتھ دال ہیں۔ ورنہ اگر وصفِ ذاتی کی بنا پر امتِ مسلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی قائل ہوتی تو اسے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اسی اتصاف ذاتی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرنا پڑتا یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوّت کے ساتھ ایمان و الیقان، عمل و ہدایت و تقویٰ وغیرہ تمام اوصاف حسنہ بلکہ سب کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئے، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاذ اللہ نہ کوئی مومن ہے نہ متقی، نہ صالح نہ عالم، کیوں کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوگیا۔ مگر ایسی بات

کا تسلیم کرنا تو در کنار اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔

واسطہ کمالِ نبوت ہونا اور نبوت سے بالذات متصف ہونا ایک بات نہیں

معلوم ہوا کہ امتِ مسلمہ کے مسلک کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ کمالِ نبوت ہونا اور صاحبِ تحذیر الناس کے قول کے مطابق حضور کا کمالِ نبوت سے متصف بالذات ہونا ایک بات نہیں۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نانوتوی صاحب کے قول پر نفس کمالِ نبوت میں تفضل کا قول کرنا پڑتا ہے جس کا بطلان ہم ابھی کتاب و سنت اور اقوال مفسرین و محدثین سے بیان کر چکے ہیں۔ اور امتِ مسلمہ کے مسلک کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس کی حقانیت پر آیہ کریمہ

"تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض" شاہد عدل ہے۔

الحمد للہ اس بیان کی روشنی میں "الفرقان" کا یہ اعتراض ھباءً منثوراً ہو گیا اور حقیقت واقعیہ واضح ہو کر سامنے آ گئی۔

موصوف بالذات کے لئے تاخر زمانی کا لزوم

البتہ اس مقام پر پرستارانِ تحذیر کو سوچنا پڑے گا کہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کے سلسلہ کو ختم کرنے تاخر زمانی کے لزوم کا قول کیسے قبیح نتائج پر منتج ہوتا ہے۔ اس قول کی بنا پر سدِ بابِ نبوت ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان و ایقان، علم و عمل، ہدایت و تقویٰ غرض ہر خوبی اور ہر کمال کا دروازہ بند ہونا لازم آتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح کسی نبی کے آنے کے استحالہ کا لزوم مانا گیا ہے۔ اسی طرح مومن صالح متقی مہتدی کے وجود کو بھی حضور کے بعد محال ماننا پڑتا ہے۔ کیوں کہ تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کے لئے تاخر زمانی لازم ہے۔

تاریخوں کو دیکھ لیجئے ۔ باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لئے سدِ باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے ۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے ۔ پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین میں کیا تناسب تھا جو ایک دوسرے کو عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک قرار دیا ۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں ۔ اگر سدباب منظور ہی تھا تو اس کے لئے بیسیوں موقع تھے ۔ بلکہ بنا رخاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے ۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے ۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے ۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا ۔" تحذیر الناس ص ۳

اس عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے مندرجہ ذیل غلطیاں کی ہیں جن کا ارتکاب مضمون آیت کے بالکل خلاف اور اسلامی عقائد کے صریح منافی ہے ۔

تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب کی غلطیاں

غلطی ۱ نانوتوی صاحب نے ایک ایسی روایت کی حمایت میں جس کی صحت محدثین کی نظر میں محل نظر ہے اور اس کا ظاہر مفہوم بھی آیہ قرآنیہ کے اجماعی مفہوم کے خلاف ہے ، کلام الٰہی میں تاویلات فاسدہ کیں ۔

غلطی ۲ قرآن میں لفظ خاتم النبین کے معنی آخر النبین مراد لینا عوام کا خیال بتایا ۔

غلطی ۳۔ اہل فہم کے نزدیک تأخر زمانی کے وصف کو اس قابل نہ مانا کہ اسے مقام مدح میں ذکر کیا جائے۔

غلطی ۴۔ تاخر زمانی کی تقدیر پر آیۂ کریمہ کے دونوں جملوں کو غیر مربوط اور استدراک کو غیر صحیح قرار دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔

غلطی ۵۔ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبین کو بمعنی آخر النبین تسلیم کرنے پر اللہ تعالیٰ کے حق میں معاذ اللہ زیادہ گوئی کا وہم پیدا کیا۔

غلطی ۶۔ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبین سے آخری النبین مراد لینے کی صورت میں معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال قائم کیا۔

غلطی ۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف آخر النبین و دیگر اوصاف مثلاً حسب نسب اور سکونت وغیرہ میں کوئی فرق نہ جانا گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک آخر النبین ہونے کے وصف اور ہاشمی قریشی یا مکی مدنی ہونے کی صفت میں معاذ اللہ کوئی فرق نہیں حالاں کہ ہاشمی قریشی یا مکی مدنی ہونے کی صفت تو بعض مشرکین کفار اور منافقین کے لئے بھی ثابت تھی۔ مگر اس کے باوجود نانوتوی صاحب کو ان اوصاف اور خاتم النبین ہونے کی صفت میں کوئی فرق نظر نہ آیا۔

غلطی ۸۔ آیہ کریمہ وہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبین" میں بنائے خاتمیت ختم ذاتی کو قرار دیا اور تاخر زمانی کو مبنا د خاتمیت تسلیم نہ کیا، حالاں کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی مفسر نے تاخر زمانی کے سوا کسی اور بات کو بنائے خاتمیت قرار نہیں دیا۔

غلطی ۹۔ نبوت کو بالذات اور بالعرض کی طرف تقسیم کیا، نانوتوی صاحب کی یہ اتنی بڑی جرأت ہے جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔

غلطی ۱۰۔ نانوتوی صاحب کے نزدیک کلام الٰہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبین کا

سوق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تاخر زمانی کے بیان کرنے کے لئے نہیں ہوا بلکہ سوق کلام خاتمیت ذاتیہ کے لئے ہوا جس کا مفاد یہ ہے کہ آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین نانوتوی صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبین ہونیکے معنی میں نص نہیں۔

غلطی ۱۱ نانوتوی صاحب کے نزدیک ختم زمانی کے لئے تاخر واقی لازم ہے حالانکہ یہ بات بداہتہً باطل ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ اس پر تنبیہہ کی جائے گی۔

غلطی ۱۲ نانوتوی صاحب نے آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین کی تفسیر کرتے ہوئے خرق اجماع کیا اور وہ تقریر کی جس کی طرف علماء امت میں سے کسی کا بھی ذہن منتقل نہ ہوا تھا۔

غلطی ۱۳ نانوتوی صاحب کے نزدیک ختم زمانی کے مقابلہ میں ختم ذاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے۔ ختم زمانی نہیں۔

غلطی ۱۴ اس بحث میں نانوتوی صاحب نے ایک دعویٰ کی دلیل بیان کرتے ہوئے صہ پر لکھا کہ :۔

> "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل سو اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے انبیاء علیہم السلام کا اپنی امت سے ممتاز ہونا صرف علم میں منحصر فرمایا ہے۔ باقی رہے اعمال تو ان میں امتی کے مساوی ہو جانے بلکہ بڑھ جانے کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اور لفظ "بظاہر" محض بظاہر ہے۔ کیوں کہ لفظ "ہی" کے ساتھ حصر ہو چکا جس میں ماسوا مذکور کی نفی ہوتی ہے۔ تو اس کے ضمن میں امتیاز فی العمل کی نفی ہو چکی اب لفظ "بظاہر" سے کیا فائدہ ہوا۔ یہاں یہ لفظ "بظاہر" ایسا ہی مہمل اور بے معنی ہے۔

جیسا کہ ص۳۳ کی عبارت میں لفظ "بالذات" بے معنی اور مہمل تھا۔

ہمیں الزام دینے والے اپنے گریباں میں منہ ڈالیں۔

لوگ ہم پر الزام عائد کرتے ہیں کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدودِ شرعی کتاب و سنت کے ارشادات و علمائے امت کی تصریحات سے بے نیاز ہو کر جو کچھ ان کے دل میں آتا ہے کہہ دیا کرتے ہیں۔ اور کبھی اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین نے اس مسئلہ میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں موردِ الزام قرار دینے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے سب سے بڑے مقتدا (بزعم الشان قاسم العلوم والخیرات) نانوتوی صاحب نے کیا گُل کھلائے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تحذیر الناس لکھتے وقت نانوتوی صاحب کے پیشِ نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کے اثبات سے زیادہ اپنے کمالِ علمی کا اظہار تھا۔ جس کا نتیجہ ان اغلاط کی صورت میں ظاہر ہوا۔ پرستارانِ تحذیر کے اس ادعا سے اختلاف کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ نانوتوی صاحب نے یہ رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ فضل کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ غرض پوری بھی ہوئی یا نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ ہرگز یہ غرض پوری نہیں ہوئی۔ نانوتوی صاحب نے اپنے قیاساتِ فاسدہ کو معیارِ فضیلت سمجھا ہے۔ جس کی بنا پر ختمِ ذاتی کی دور از کار تاویل میں انہیں جانا پڑا اور نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض کی جرأتِ عظیمہ سے کام لینے پر وہ مجبور ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ فضیلت صرف اس وصف میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے موجبِ فضیلت قرار دیا۔ قرآن و حدیث کو لاکھ بار پڑھ جائیے ختمِ ذاتی اور نبوت بالذات کا کوئی ذکر آپ کو نہ ملے گا۔ نہ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک کسی مفسر و محدث یا متکلم و مجتہد نے ان باتوں کا ذکر کیا۔ جس چیز کو قرآن و حدیث اور سلف صالحین نے فضیلت قرار نہیں دیا۔ نانوتوی صاحب اسے مدارِ فضیلت